Digitized by Khilafat Library

جلد ۴

نمبر ۱۱

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون

اور چاہئے کہ تم میں سے ایک ایسی جماعت ہو جو نیکی کیطرف بلائے اور بھلائی کا حکم کرے اور بدی سے منع کرے اور ایسے لوگ ہی مراد کو پہنچیں گے

ایڈیٹر

صاحبزادہ حضرت میرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب

قیمت سالانہ عوام سے (عا) دو روپیہ اور طلبا رسے (عہ) ایک روپیہ آٹھ آنہ

رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان

بابت ماہ ذیقعد ۱۳۲۷ ہجری | مطابق ماہ نومبر ۱۹۰۹ء

فہرست مضامین

ہم اور ہمارے فرائض (تقریر ایڈیٹر صاحب)	۴۰۵–۴۲۴	شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی
ہم نے احمدی ہو کر کیا کیا	۴۲۵–۴۳۲	فرخ دہلوی
آزادی	۴۳۳–۴۳۶	اسسٹنٹ ایڈیٹر
ایک اپیل	۴۳۷–۴۳۸	مینجر رسالہ تشحیذ الاذہان
انجمن تشحیذ الاذہان کا چوتھا سالانہ جلسہ	۴۳۹	سکرٹری انجمن تشحیذ الاذہان
اشتہار کتب	۴۴۰	مینجر رسالہ تشحیذ الاذہان

باہتمام حافظ عبدالرحیم صاحب مینجر ۱۴ ماہ ذیقعد ۱۳۲۷ ہجری کو قادیان دارالامان سے شائع ہوا

باہتمام منشی مظفرالدین صاحب اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپا

میں نہیں چاہتا کہ ایسے درد دل سے نکلے ہوئے الفاظ کرۂ ہوائی ہی میں اِدھر اُدھر منتشر ہو جائیں کیونکہ

سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بر دل

لہٰذا میں اس مقولہ کی صداقت کو یقین کرتے ہوئے اس تقریر کو ناظرین تشحیذ کے واسطے درج ذیل کر کے خدا کے حضور صدق دل سے دعا کرتا ہوں کہ اے واحد و یگانہ اور اے شاکر و علیم خدا تو خوب جانتا ہے کہ تیرے پیارے مرسل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے سلیل اور لخت جگر کا دل دنیا میں تیرے دین پاک کلام اور معصوم رسول کی توہین اور ذلت کو دیکھکر کیسا دردمند ہوا ہوگا۔ اس کی سنسان تنہائی کی لمبی راتیں اس سرزمین میں کیونکر کروٹ بیلتے بسر ہوتی ہونگی اور اس کو اس درد دل کے آبلے نے کیسا کیسا ستایا ہوگا جو تشحیذ کے سہ ماہی اجلاس میں متعدی رنگ میں ظہور پذیر ہوا کہ سامعین میں سے اس قوی اثر سے ہر ایک کو اس رنگ میں رنگین کر دیا؛

اے خدا قدوس و غیور تیرا دین دشمنوں کے مظالم سے مظلوم اور انکے حملوں سے چور ہے وہ ایک بیکس بے بس اور یتیم کی طرح پاؤں کے نیچے روندا جا رہا ہے۔ تو اٹھ اور غیب سے اپنا دست قدرت اس کی تائید کیواسطے ظاہر فرما اور قوم کے دلوں میں اپنے دین کی حمایت کے واسطے غیرت اور حمیت پیدا کر دے۔ آمین۔

اس دعا کے بعد میں ناظرین سے بصد ادب التماس کرتا ہوں کہ وہ اس مضمون کو بار بار توجہ سے پڑھیں۔ اور زمانہ کے پر آشوب اور پرفتن حالات خصوصاً شدھی کی حال پکار کے دلخراش الفاظ کو نصب العین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

ہم اور ہمارے فرائض

عنوان بالا پر مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۰۹ء کو انجمن تشحیذ الاذہان کے سہ ماہی اجلاس میں حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے دردِ دل کا اظہار کرتے ہوئے ایک نہایت پر جوش تقریر فرمائی جس کا منبع و ماخذ آپ نے ذیل کی آیات قرآنی اس لب و لہجہ اور درد بھرے دل اور غم بھرے جوش سے پڑہیں کہ گویا تمام مضمون کا خلاصہ اور لب لباب اس قرآن خوانی ہیں ہی آپ نے سامعین کے دلوں پر نقش کردیا؛

حاضرین پر اس دل سے نکلی ہوئی تقریر کا جو اثر اسوقت تھا خدا کرے کہ وہ دیرپا ہو اور اپنے ثمرات حسنہ بھی پیدا کرے تا کہ تقریر کی علت غائی اور اس دردمند دل کی سچی تڑپ کا مفید نتیجہ ہو کر موجب برکت اور الہامات الٰہیہ ہو۔ آمین؛

میں نہیں چاہتا کہ ایسے دردِ دل سے نکلے ہوئے الفاظ کرۂ ہوائی ہی میں اِدھر اُدھر منتشر ہو جائیں کیونکہ

سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بردل

لہٰذا میں اس مقولہ کی صداقت کو یقین کرتے ہوئے اس تقریر کو ناظرین تشحیذ کے واسطے درج ذیل کرکے خدا کے حضور صدقِ دل سے دعا کرتا ہوں کہ اے واحد و یگانہ اور اے شاکر و علیم خدا تو خوب جانتا ہے کہ تیرے پیارے مرسل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلیل اور لختِ جگر کا دل دنیا میں تیرے دین پاک کلام اور معصوم رسول کی توہین اور ذلّت کو دیکھکر کیسا دردمند ہوا ہوگا۔ اس کی سنسان تنہائی کی لمبی راتیں اس سرزمین میں کیونکر کروٹ لیتے بسر ہوتی ہونگی اور اس کو اس دردِ دل کے آبلے نے کیسا کیسا ستایا ہوگا جو تشحیذ کے سہ ماہی اجلاس میں متعدی رنگ میں ظہور پذیر ہُوا کہ سامعین میں سے اس قوی اثر سے ہر ایک کو اس رنگ میں رنگین کردیا۔

اے خدا قدوس و غیور تیرا دین دشمنوں کے مظالم سے مظلوم اور انکے حملوں سے چُور ہے وہ ایک بیکس بے بس اور یتیم کی طرح پاؤں کے نیچے روندا جارہا ہے۔ تو اٹھ اور غیب سے اپنا دستِ قدرت اس کی تائید کیواسطے ظاہر فرما اور قوم کے دلوں میں اپنے دین کی حمایت کے واسطے غیرت اور حمیت پیدا کردے۔ آمین۔

اس دعا کے بعد میں ناظرین سے بصد ادب التماس کرتا ہوں کہ وہ اس مضمون کو بار بار توجہ سے پڑھیں۔ اور زمانہ کے پر آشوب اور پرفتن حالات خصوصاً شدھی کی حال پکار کے دلخراش الفاظ کو نصب العین

کرکے دوسری طرف اس وقت کو یاد کریں کہ جب ابنائے اسلام مین کسی نام کے مسلمان کے ارتداد کی خبر سے بھی ایک سنسنی پیدا ہو جاتی تھی اور زمین و آسمان مین ایک سخت جنبش اور زلزلہ پیدا ہو جایا کرتا تھا۔ ایک یہ دن آگئے ہین کہ دشمنانِ دین کا دن اور ہم پر ایسی رات ہے کہ ہر طرف سے دلخراش آوازیں آرہی ہیں ہر میدان مین مسلمان ذلیل ہر کام میں پیچھے اور ہر بات مین گرے ہوئے نظر آتے ہیں اے وہ قوم کہ تو نے دین کو دنیا پر مقدّم کرنے کا اقرار کیا اور اپنی جانوںکو اسی امر کے واسطے امام برحق اور پھر اس کے خلیفہ کے ہاتھ مین ذبح دیا۔ اب بھی تیری حمیّت اور غیرت جوش میں نہیں آویگی؟ کب تک تو غفلت کے لحافوں میں سوئے گی اور کب تک دب کے بیٹھی ان مظالم کو دیکھے لی اب اُٹھ اور دشمن کا مقابلہ کر اب صبر کی کوئی حد نہین رہی دشمن سر پر ہے اور قلعہ پر قلعہ اور شہر پر شہر اس کے ہاتھ مین ہے ہوش سمبھال اور خدا کے لیئے کھڑی ہو اور جس رنگ میں دشمن آتا ہے اسی رنگ میں تو اسے نیچا دکھا وہ شیطان کی حمایت میں لڑتے ہیں پر تیرا حامی خدا ہوگا۔ وہ ظُلمت کے حامی ہیں پر تیرے پاس ایک نور ہے اُٹھ اور اس نور کے ذریعہ سے دنیا کو فتح کرلے۔

سونیوالو جلد جاگو یہ نہ وقت خواب ہے ٭ جو خبر دی وحی حق نے اس سے دل بیتاب ہے

اب ذیل مین وہ تقریر درج کیجاتی ہے (موصوف)

اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ٭ یاایھا الذین امنوا اتقوا اللّٰہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون (الی اخرہ)

یہ بات صاف اور کھلی ہے کہ ایک بچہ بھی اسے سمجھ سکتا ہے ایک علم وا

جاہل اجڈ گاؤں کے رہنے والی عورت بھی اس سے واقف ہے اور جو انسان تندرست توانا اور ہوش وحواس والا ہے وہ بھی اسے بخوبی جانتا ہے۔ ایک ادھیڑ جو تجربہ کار ہے وہ بھی اس سے بے بہرہ نہیں اور ایک بوڑھا جو بہت ہی بوڑھا اور ضعف وناتوانی کی وجہ سے نہایت کمزور ہو گیا ہے وہ بھی اچھی طرح سے سمجھتا ہے۔ کہ جب تک مریض کے مرض کی شناخت نہ ہو نہ ہی علاج ہو سکتا ہے اور نہ ہی مریض شفا پا سکتا ہے!

ایک ہیضہ کے بیمار کو بخار روکنے کی ادویات اور بخار کے مریض کو ہیضہ کی ادویات خواہ کتنی ہی قیمتی دیں بالکل بیفائدہ اور بے سود ثابت ہونگی خواہ کیسے ہی بڑے بڑے حاذق اطبا اور مستند ڈاکٹروں کے مشوروں سے ہی ایسا کیوں نہ کیا گیا ہو کیونکہ ہیضہ اور بخار دونو باہم ضدین ہیں!

غرض جب تک مرض کی شناخت نہ ہو تمام علاج بے سود اور تمام اخراجات برباد ہیں۔ ہزاروں کی دوائی بھی فائدہ نہ دے گی اور لاکھوں کے خرچ سے تیار شدہ ادویات بھی بالکل بے سود ثابت ہونگی!

دوسرے پہلو پر کوئی مریض اس حد سے کہ اُسے اپنے مرض کا علم نہیں ہوا یا اسے اس بات کا خیال نہیں آیا کہ مجھے کوئی مرض لاحق ہو گیا ہے۔ یا مجھے کسی نے میرے مریض ہونیکی اطلاع نہیں دی۔ یا میں نے اسے معمولی سمجھا تھا اس مرض کے نتائج بد بھگتنے سے بچ نہیں سکتا مرض اپنا کام کرے گی خواہ مریض کو لاعلمی ہو یا غفلت اور لاپرواہی مرض گھن کی طرح لگی رہے گی اور آخر ایکدن اس پر اپنا قابو

پاکر اسے ہمیشہ کیواسطے اس دنیا سے علیحدہ کردیگی؛

غرض جسمانی حالت کے بالمقابل اخلاقی اور روحانی حالت کا بھی بعینہ یہی حال ہے ہمیں اپنے فرائض معلوم کرنیکے واسطے اوّل تشخیص مرض کرنا چاہیئے۔ تاکہ ہم اپنے مقاصد کے حصول کیواسطے ان کے حصول کے سچّے اور صحیح علاج دریافت کرکے نتائج صحیحہ حاصل کرسکیں ہمیں اگر اپنی مرض پر اطلاع نہیں یا ہم اپنی کمزوری سے بے علم اور اپنے نقائص سی بے خبر ہیں۔ تو ہم اپنے فرائض کو کیسے پورے کرسکیں گے ضرورت زمانہ اور حالات موجودہ کے مطابق کام کرنا حصول مقصد کے واسطے ازبس لازمی اور لابد ہوتا ہے؛

دیکھو ہمارے نادان مسلمان بھائی ہاں نام کے جوشیلے سرحدی مسلمانوں نے زمانہ کو اور وقت کو نہ سمجھا۔ ضروریات زمانہ سے واقفیّت حاصل نہ کی آئے دن ہتھیار باندھ کر جہاد فی سبیل اللہ اور حصول شہادت کیواسطے لڑتے مرتے ہین اور بجائے فائدہ کے الٹا اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچاتے اللہ اور رسول کو بدنام کرتے ہیں ہمارے ان بھائیون کی ایسی ایسی حرکات ہی سے تو عیسائی اور آریہ ہم پر جہاد کے الزام دیتے ہیں۔ اور اس بہانے سے کیا کچھ سناتے ہیں۔

اگر ہمارے بھائی ضرورت زمانہ کا خیال کرتے اور اپنے علم تقویٰ۔ طہارت کو اور اپنی قوت طاقت کو دیکھتے تو ہر گز ہر گز ایسے فتوے نہ دیتے؛ سو پہلے مرض کا دریافت کرنا ضروری ہے علاج بعد مین ہوگا؛

سو میں دیکھتا ہوں کہ ہر قوم کے تعلقات دو قسم کے ہوتے ہین ایک اندرونی اور دوسرے بیرونی، سب سے پہلے نہایت ضروری امر یہ ہے

کہ قوم کی اندرونی حالت اچھی ہو اگر افراد قوم میں ہی نقص ہوگا تو دشمن کے مقابلہ میں کوئی قوم فتح نہ پا سکے گی یہ ایک بالکل صاف مسئلہ ہے تجربہ اسکا شاہد ہے اور تاریخ اسکی گواہ ہے کہ قوم افراد سے بنا کرتی ہے افراد کے مجموعہ کا نام ہی قوم ہوتا ہے اگر افراد فرداً فرداً اپنی اہم ذمہ واری کو نہ سمجھیں تو کہاں کی قوم اور کیسی ترقی؛

اس زمانہ میں دنیا کی تمام اقوام اور تمام مختلف گروہ سکھ سناتنی آریہ عیسائی زرطشت۔ جین بدھ اور مسلمان سارے کے سارے اپنی اپنی جگہ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں اور اسی آہ و بکا اور گریہ وزاری میں ہیں کہ کوئی ترقی نہیں کر سکتا؛

سو ہمیں اوّل اپنے افراد کو دیکھنا چاہیئے جس کے لیئے ہمارے افراد میں جو مرض سب سے پہلے ہے اسکا ذکر کرتا ہوں تاکہ اپنے فرائض معلوم ہوں کہ ہمیں کیا چھوڑنا چاہیئے اور کیا لینا چاہیئے،

تکبّر دنیا میں سب سے پہلا گناہ جو شروع میں شیطان نے کیا اور جسے خدا تعالےٰ نے نمونہ کیواسطے اپنی پاک کلام قرآن مجید میں ذکر کر کے اس کے بد نتائج سے ہمیں ڈرایا وہ تکبّر ہے اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ اپنے نفسوں میں غور تو کرو چھوٹے اور بڑے بچّے اور بوڑھے مرد اور عورتیں خواہ وہ کسی مرتبہ کے ہوں کسی قوم اور کسی فرقہ کے ہوں اپنے گریبانوں میں تو جھانکیں اور غور و فکر کے بعد جواب دیں کہ کیا وہ تکبّر سے پاک ہیں؛

میں دیکھتا ہوں کہ ہر شخص گویا دنیا کی تمام بڑائی کا خود ہی مالک بنا بیٹھا ہے۔ اور دوسرا کوئی اسکا شریک ہی نہیں؛

قرآن شریف میں جہاں شیطان کے تکبر کا ذکر آیا ہے۔
وہاں شیطان اپنے تکبر کرنے اور اطاعت نہ کرنے کی یہ دلیل بیان کرتا ہے کہ جب کہ میں آگ سے پیدا کیا گیا ہوں تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایک مٹی سے پیدا کی ہوئی چیز کی اطاعت اور فرمانبرداری کروں خلاف اسکے انسان کیسا بدقسمت ہے کہ جب کوئی اسکا ہم جنس خدا کی طرف سے نبی یا مامور ہو کر آتا ہے تو یہ کہتا ہے کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم ہی میں سے ایک انسان ہماری طرح کھاتا پیتا چلتا پھرتا نبی ہو کر آ گیا بھلا اس کے سر پر کوئی سرخاب کا پر لگا ہے کہ ہم سے بڑا ہو گیا۔ خدا نے کیوں نہ ملائکہ کو یہ شرف بخشا؛

کیسے افسوس کی بات ہے کہ جو ایک ذلیل ترین مخلوق اور عاجز و بیکس ہستی ہے جسے کوئی امتیاز نہیں دیا گیا۔ اور جسے خدا نے خود اپنی قدرت کاملہ سے بنا کر دنیا میں اسکی زندگی بسر کرنے اور آخرت کے واسطے زاد راہ مہیا کرنے کو بنایا وہ خدائے ذوالجلال کے کاموں پر اعتراض کرتا ہے دیکھو بڑے خوف کا مقام ہے اور نہایت ہی ڈر کی جگہ ہے کوئی موجد جب اپنی کسی ایجاد میں کوئی نقص پاتا ہے تو اسے توڑ پھوڑ کر ردی کی طرح پھینک دیتا ہے اور اسکی جگہ اس سے بہتر چیز تجویز کر لیتا ہے؛

کیا خدا کو اس ایک بڑھئی اور سنگار کے برابر بھی نہیں سمجھا جاتا کہ وہ اسباب کی طاقت رکھتا ہے کہ وہ ایسی گندی مخلوق کو ہلاک کر کے دنیا کے تختہ سے نیست و نابود ہی کر دے اور اس کی جگہ اور بہتر مخلوق پیدا کرے مگر خدا کی شان کہ تکبر انسان کو ان باتوں کے سوچنے کا موقعہ ہی نہیں دیتا؛

یہاں تو ہر کس اسی خیال میں ہے کہ جو کچھ ہوں میں ہی ہوں کسی دوسرے کا دخل ہی نہیں ؛

حسد اس کے بعد تکبر کا لازمہ حسد ہے یاد رکھو کہ جس شخص کے دل میں حسد کی آگ موجود ہوگی وہ بھی کوئی کام نہ کر سکے گا خواہ دین کا ہو یا دنیا کا ایک کام جسکو دس آدمی بلکہ بخوبی سرانجام دے سکتے ہوں اگر ان میں یہ بُری خو موجود ہوگی تو ہرگز ہرگز اسے پورا نہ کر سکیں گے خواہ تعداد میں دو گنے چوگنے ہی کیوں نہ ہو جاویں کیونکہ حاسد اس خیال سے کہ کوئی مجھ سے نہ بڑھ جاوے اپنے علم سے دوسرے کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا بلکہ اسے اپنے ہی دل کی چار دیواری کے اندر قبر میں لیجاتا ہے۔ دنیا میں ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں مجھے ایک شخص کا واقعہ یاد ہے جو قوم کا حجام تھا اسے کسی مرض کا ایک بڑا مفید اور مجرب نسخہ یاد تھا مگر وہ اس خیال سے کہ کوئی دوسرا اسکا شریک نہ پیدا ہو جاوے یا کوئی اور شخص یہ بات نہ کہہ سکے کہ مجھے بھی ایسا نسخہ یاد ہے کسی کو بتانا نہ چاہتا تھا آخر جب وہ مرنیکے قریب تھا تو اسکے بیٹے نے اس سے وہ نسخہ دریافت کرنا چاہا مگر اُس نے یہ کہکر ٹال دیا کہ میں ڈرتا ہوں کہ میں بتادوں اور میری زندگی کچھ باقی ہو اسکا مطلب یہ تھا کہ میں اپنی زندگی میں کسی دوسرے کو اپنا ثانی وہم رتبہ دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ آخر نہ بتایا اور قبر میں ساتھ ہی اسے لیگیا؛

حالانکہ اپنی اولاد کے لیئے باپ سے بڑھکر کوئی خیر خواہ نہیں ہوتا انسانی ترقیات میں حاسد ہوتے ہیں اور دنیا میں اکثر لوگ دوسرے کی ترقیات پر حسد کرتے ہیں مگر صرف ایک والد ہی ہے جو یہ چاہتا ہے

کہ میری اولاد مجھ سے بھی آگے بڑھجاوے اور مجھ سے بھی لائق ترین ہو مگر حسد کی عادت نے دنیا مین ایسے بھی نمونے دکھائے ہیں کہ باپ اپنے حسد کیوجہ سے ایک مفید بات کو اپنی اولاد تک کو نہ بتا سکا اور آخر اپنے وجود بے سود کی طرح اس مفید بات کو دنیا سے لیگیا؛

پس جب تک تکبّر اور حسد جیسے اخلاق رذیلہ انسان مین سے نکل کر انکی جگہ اخلاق فاضلہ تواضع انکساری حسن ظنّی اور فراخدلی پیدا نہ ہون۔ قوم قوم کیسے بن سکتی ہے؟؛

جھوٹ اور بدظنّی حسد کا لازمہ جھوٹ اور بدظنّی ہیں اور یہ بھی نہایت ہی قبیحہ اور ذلیل حرکات ہیں حاسد کو حسد کی آگ تیز کرنیکے واسطے جھوٹ اور بدظنّی کا ایندھن لازماً جمع کرنا پڑتا ہے چنانچہ اس زمانہ میں ان خصائل بد کا ایک خطرناک طوفان دنیا میں امڈا چلا آرہا ہے لوگ کہتے ہیں کہ کوئی تجارت جھوٹ کے بغیر چل نہیں سکتی کوئی ہنر بجز چھپانیکے مفید ثابت نہیں ہوتا گویا کہ تمام ترقیات انسانی کا دار و مدار ہی حسد اور جھوٹ وغیرہ پر ہے یہانتک کہ سلطنتوں کو بھی قیام سلطنت کیواسطے جھوٹ بولنا لازمی بلکہ ایک اعلیٰ صفت ہے دول کے اعلےٰ سفیر اور منسٹر کے عہدہ کے واسطے انتخاب ہی اسی شخص کا کیا جاتا ہے جو ڈپلومیسی مین یا بالفاظ دیگر جھوٹ بولنے میں کمال مہارت رکھتا ہو؛

غرض میں دیکھتا ہون کہ دنیا مین تکبّر۔ حسد بدظنّی اور جھوٹ کا ایک دریا امڈا چلا آرہا ہے۔ اور دنیا کے لاکھوں کروڑون انسان اس مین ڈوبے جا رہے ہین؛

بزدلی اسکے بعد بزدلی بھی ایک نہایت ہی کمینہ خصلت ہے اکثر ہیں

کہ انکو بزدلی نے ایسا ادھورا کردیا ہے کہ وہ کسی کام ہی کے نہ رہے وہ کوئی کام کرہی نہیں سکتے انکو یہی خیال ہروقت دبائے رکھتا ہے کہ میں اس کام میں ہاتھ ڈالوں تو شاید میرے آفیسر یا حکام بالا مجھ سے ناراض ہوجاویں عقل سے کام نہیں لیتے موقعہ مناسب نہیں تلاش کرتے - یہ سب ایمانی کمزوری کا نتیجہ ہوتا ہے کیونکہ خدا سے پورا تعلّق نہیں ہوتا جس سے بزدلی پیدا ہوتی ہے اور حکّام کا خوف دل مین پیدا ہوجاتا ہے - یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی خدا کی فرمانبرداری نہیں کرتا خدائی احکام کی پرواہ نہیں کرتا تو لازماً اسے دوسرونکا ڈر رکھنا پڑتا ہے اور دوسروں کے احکام کی فرمانبرداری کرنی پڑتی ہے کیونکہ اگر کوئی شخص سب کام دیانتداری سے کرے تو پھر اسکو اپنے افسروں کا ڈر کیا وڈر اسی کو ہوتا ہے جس کے دل میں کھوٹ ہو؛

ریا پھر بزدلی کا لازمی نتیجہ ریا ہوتا ہے جب انسان بزدل ہوتا ہے تو اسے اپنے احکام کے خوش کرنے کیواسطے ریا کرنا پڑتا ہے حکام کی خوشی کے واسطے چاپلوسی اور نفاق کو اپنا شیوہ بنانا پڑتا ہے بعض اوقات دل نہیں چاہتا مگر حاکم کے خوش کرنیکے واسطے سبھی کچھ کرنا پڑتا ہے - اگر آفیسر کوئی مسلمان ہے تو نمازوں میں چستی کرنے لگیگا - روزے بھی رکھ لیگا فرض کے علاوہ نفل بھی ادا کریگا مگر یہ سب کچھ آفیسر کی تبدیلی کیسا تھ ہی تبدیل ہوجاویگا کیونکہ دل سے نہیں کرتا تھا بلکہ صرف حاکم کے خوش کرنے اور اس سے ترقی کے حاصل کرنیکے لیئے یہ سب کارروائی تھی اور اگر افسر کوئی ہندو ہو تو ہولی دسہرہ مین ان کے رسوم میں شوق سے شامل ہوجاویگا؛

غرض یہ اخلاق رذیلہ جو تکبر سے شروع ہو کر ریاکاری اور خوشامد جیسی گندی اور کمینہ عادات پر ختم ہوتے ہیں سب باہم ایک دوسرے سے لازم و ملزوم ہیں اور آج کل بہت کم ہیں جن کو خدا نے ان آفات سے بچایا ہو ورنہ ایک طوفان بے تمیزی کی طرح اور ایک اژدہا کی طرح ہیں کہ جس نے لوگوں کے اخلاق اور ایمان کو . . . بالکل نگل لیا ہے ؛

نافرمانی اس کے بعد نافرمانی ہے چنانچہ اگر غور سے دیکھا جاوے تو اطاعت اور فرمانبرداری کا مادہ ہی دنیا سے مفقود ہے ہر شخص اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ ہی بنانی چاہتا ہے ہر کوئی یہی چاہتا ہے کہ میری بات کوئی نہ ٹالے اور میں کسی کا محکوم نہ بنوں ہر ایک دوسرے کا دشمن ہے اور یہی چاہتا ہے کہ تمام دنیا کو تباہ و برباد کر کے میں اکیلا ہی رہ جاؤں بیٹا باپ کی شاگرد استاد کی مرید مرشد کی۔ اور چھوٹا بڑے کی پرواہ ہی نہیں کرتا ہر ایک اپنے ہی رنگ میں مست رہنا چاہتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا فرمانبرداری کی دنیا کو اب ضرورت ہی نہیں رہی مگر جن کی پیروی کا تمہیں دعوے ہے اگر انکو دیکھو اور انکی تاریخ پر نظر ڈالو تو فرمانبرداری کے ایسے ایسے نمونہ پاؤ گے کہ تم حیران رہ جاؤ گے ؛

احمدی بہرحال سچے ہیں اور ہمیں یقین اور ثلج خاطر ہے اور ہم بڑے اطمینان قلب سے جانتے ہیں کہ ہم سچے ہیں اور ہم نے خدا کے سچے اور موعود مسیح کو پا لیا جسکی تیرہ سو سال سے انتظار ہوتی چلی آتی تھی جس کیواسطے ہزاروں اتقیاء اور اولیاء کی دعائیں تھیں کہ خدا ہمیں اسکا زمانہ

نصیب کرے اور ہمیں اسکی فرمانبرداری کا شرف حاصل ہو خدا کے فضل سے اور محض اسی کے فضل سے ہم نے اسکا زمانہ پایا اسکی صحبت ہمیں نصیب ہوئی مگر کیا ہم نے اُسکے رسول کی فرمانبرداری کی اور کیا جو دعوے اور اقرار اس کے ہاتھ پر کئے تھے۔ ان کی پابندی کی ؟ کیا ہمنے اُسکے بتائے ہوئے اصولوں کو پکڑا۔ اسکے جواب میں مجھے نہایت افسوس سے یہی کہنا پڑے گا۔ کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا آخری فیصلہ اور آخری سرٹیفکیٹ جو قوم کو ملا تھا وہ یہی تھا کہ تیری جماعت مین سے تجھے کسی نے بھی نہین پہچانا نہ انھوں نے جو تیرے مُخالف ہین۔ اور نہ انھون نے جو ایمان لائے ؛

مگر اس موقعہ پر یاد رہے کہ قلیل تعداد شمار نہیں کیجاتی مثل مشہور ہے النادر کالمعدوم مگر دوسری طرف صحابہ کو دیکھو اور انکو جو سرٹیفکیٹ ملا اس کے الفاظ کو ذرا کان دھر کے سنو ان کے سرٹیفکیٹ میں سنہری حروف میں جلی قلم سے لکھا ہے کہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ دیکھو ان کیواسطے خدا کی شہادت ہے کہ انکا چلنا انکا پھرنا انکا کھانا ان کا پینا۔ انکا سونا انکا جاگنا انکے حرکات انکے سکنات ان کے قول انکے فعل سب میری رضا کے مطابق ہو گئے ہیں لہذا خدا انکو اپنی رضا کا سرٹیفکیٹ دیتا ہے ؛

اب جائے غور ہے اور سوچنے کا مقام ہے ہم نے بھی خدا کے ایک مامور و مرسل کا دامن پکڑا اور اسکے ہاتھ میں ہاتھ دیا اسکی پیروی کا دم بھرتے ہین پھر وہ امام ہم مین ایک مدت دراز تک رہکر چلا بھی گیا۔ مگر کیا ہمیں بھی کوئی سرٹیفکیٹ دے گیا اگر دیگیا تو کیا ؟ افسوس

کہ وہ اس قابل نہیں کہ اسکے دیکھنے سے ہم خود اپنی ذات میں خوش ہوں۔ یا کسی کو دکھانیں ہماری کسی کے دل میں عزت یا محبت پیدا ہو سکے!

دیکھو سکول سے طلباء پڑھکر جاتے ہیں تو انکو سکول ماسٹر سے اور ملازمین کو انکے آفیسروں کی تبدیلی یا اختتام ملازمت کیوقت سرٹیفکیٹ ملا کرتے دوسرے سکول میں داخل ہوتے یا اعلیٰ کلاس میں داخل ہونے یا ایک جگہ سے دوسری جگہ ملازمت کو تبدیل کرتے وقت پچھلے سرٹیفکیٹ کی مانگ ہوتی ہے اور انسان کی آئندہ زندگی اور ترقیات کا دارومدار اس سرٹیفکیٹ پر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ ملازمین جب انکے آفیسر تبدیل ہوتے ہیں یا انکو انکے ماتحت کام کرتے ہوئے ایک عرصہ گزر جاتا ہے تو وہ سرٹیفکیٹ کیواسطے درخواست دیتے ہیں۔

نسل انسانی کے ذمے بھی ایک کام لگایا گیا تھا وہ کیا عبادت الٰہی جیسا کہ خدا کے کلام سے ثابت ہوتا ہے ما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون چنانچہ اس فرض سے جیسی سُبکدوشی صحابہؓ نے حاصل کی اور خوشنودی مزاج اور رضاء الٰہی کا جیسا عمدہ اور اعلیٰ سرٹیفکیٹ انکو ملا کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہوا۔

اللہ تعالیٰ کے کلام میں آخرین منہم لما یلحقوبہم میں آخری زمانہ کی ایک جماعت کیواسطے بھی وہی وعدہ ہے کہ وہ بھی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے برابر برابر ہی ہوگی چنانچہ اس آیت کے مصداق ہم لوگ اپنے آپکو بتاتے ہیں بھلا ذرا غور تو کرو کہ کیا ہم میں بھی وہ ایثار نفسی ہے کیا ہم میں بھی وہ فرمانبرداری ہے؟ کیا ہم میں بھی وہ ایمان اور تقویٰ و طہارت اور خدا کے لیئے سوز و گداز اور دین اسلام کیلئے

وہ جوش اور قربانی کی نیکی خواہش ہے؟
کیا خوف کا مقام نہیں کہ ہماری بجائے کوئی دوسری قوم آجائے۔ اور وہ خدائی کاموں میں پوری دلدہی اور تن من دھن سے کام کریں؟
کیا ہمارے اخلاق و عادات۔ ہمارے چال چلن ہمارے دینی یا دنیاوی معاملات اس قابل ہیں کہ پسند کئے جاویں اور ہم انعام کے مستحق ہوں؟ اگر نہیں اور میں زور سے کہتا ہوں کہ نہیں تو پھر ہر وقت خوف کرنا چاہیئے کہ ہمارا کہیں وہ حال ہے کہ ع "نہ خداہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے" ہم دنیا کے منفعوں سے ہوتے ہی تھے مگر ایسا ہو۔ کہ خدا کے بھی مغضوب ہوجاویں (نعوذ باللہ) اسکے مسیح کو پہچانتے ہوئے نہ پہچانا ہمیں کان سُننے کو دیئے گئے مگر ہم نے حق کو نہ سنا ہمیں چشم بینا ملی مگر ہم نے حق کو نہ دیکھا ہمیں اعضاء دیئے گئے مگر ہم نے ان سے خدا کی رضا کے حصول کے کام نہ لئے ہمیں زبان ملی مگر خدا کی بات اور خدا کا دین اس زبان کے ذریعہ ہم نے کسی کو نہ پہنچایا؟ کیا اب بھی وقت نہیں کہ ہم تبدیلی کریں؟
دیکھو جب ایک نمبردار۔ تحصیلدار یا ڈپٹی کمشنر کو تم اس خیال سے خوش کرنیکی کوشش کرتے ہو کہ اسکا ناراض ہونا اور اسکی نافرمانی موجب عتاب اور دکھ ہوگی۔ اور اسکا خوش ہوجانا باعث راحت و آرام ہوگا تو پھر کیا وہ شہنشاہ ہونکا شہنشاہ جو فرماتا ہے ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون کیا تمہارے دلوں میں ایک معمولی کینسٹبل کے برابر بھی اسکی عزت اور قدر ہے؟ اور کیا تمکو اسکا اتنا بھی خوف ہے جتنا ایک معمولی چوکیدار کا؟ اگر نہیں تو پھر تم خدا کے انعامات کے وارث ہونیکی کیونکر امید

رکھتے ہو؟

دیکھو میں تمہیں سچ سچ کہتا ہون۔ کہ اسوقت اطاعت اور فرمانبرداری کی ضرورت ہے۔ اطاعت اور فرمانبرداری کا مادہ اپنے اندر پیدا کرو۔ تا تم قرب اور عزت پاؤ۔ اور اگر یہ نہیں تو نہ کوئی قوم ہے اور نہ کوئی انعام۔ اسوقت یہاں تم سو پچاس آدمی بیٹھے ہو تو یہ ایک بھری مجلس اور شاندار جلسہ ہے اگر ابھی ایک ایک طرف کو دوسرا دوسری طرف کو جدھر جسکا جی چاہے اُٹھکر چلدے تو پھر یہاں کوئی بھی جلسہ یا میٹنگ نہ رہیگا اور بجائے جلسہ کے وہ جماعت ایک پراگندہ گروہ کے نام سے موسوم ہوگی۔ پس پہلی صورت وحدت کی اور دوسری پھوٹ کی ہے اس مین غور کرلو۔

اکیلی اور تنہا بھیڑ کو بڑی آسانی سے بھیڑیا لیجا دیگا اور کوئی مُحافظ اسکو بھیڑیے کے منہ سے چھڑا نہ سکے گا یہ روزمرّہ کی مشہور و معروف اور مجرب مثالیں ہیں ایسے واقعات دنیا میں چشم دید ہین ان سے فائدہ اٹھانا اور عبرت پکڑنی چاہیئے۔

ایک گلّہ کی حفاظت آسان ہوتی ہے کیونکہ ان میں اتفاق اور وحدۃ کا ایک رنگ ہوتا ہے پھر اگر ان میں وحدت کیساتھ فرمانبرداری اور ایکدوسرے کی اعانت کا بھی مادہ ہو تو وہ بالکل محفوظ ہیں اور کوئی بھیڑیا انکو پھاڑ نہیں سکتا ایسی جماعت کا شیطان مر جاتا ہے مگر برخلاف اسکے اگر تم مین تکبر حسد۔ پھوٹ اور دشمنی بغض اور کینہ ہے تو شیطان ایک ایک کو الگ کرکے ہلاک کر ڈالے گا۔ اور کوئی کسی کی مدد نہ کرسکیگا یہ بڑے خوف کا مقام ہے۔ خواب غفلت سے بیدار ہو اور اپنے فرض کو

Digitized by Khilafat Library

سمجھو۔

آپ لوگوں کو ایک امانت دیگئی ہے۔ اس امانت کو بچانے کی کوشش کرو اور کچھ پرواہ نہ کرو۔ گو تمہارا مال جان عزت آبرو بھی تمہیں اس راہ میں صرف کرنی پڑے اپنے فرض کو پوری طرح سے ادا کرو اور غفلت اور سستی کو چھوڑ دو؟

ادب آجکل دنیا میں عام طور سے بے ادبی کا مرض بھی پھیل رہا ہے۔ ایک طالب علم اپنے استاد کا اور استاد اپنے افسروں کا ادب نہیں کرتا غرض ہر قوم میں اور ہر پیشہ میں بے ادبی کا بازار گرم ہے اور اسکی وجہ صرف بدظنی ہے اب دیکھو نہ اس طرح سے طالب علم اُستاد سے اور نہ اُستاد طالب علم سے کوئی فائدہ اٹھا سکتا ہے جب ایک اُستاد دیکھے گا۔ کہ لڑکے اسکی عزت اور ادب نہیں کرتے تو وہ کیونکر اور کس دل سو سبق پڑھا سکے گا۔ دوسری طرف جب ایک لڑکے کے دل میں اپنے استاد کی عزت اور عظمت ہی نہیں تو استاد کی بات اسکے دل پر کیا نقش بٹھا سکے گی غرض اس طرح ایک دوسرے کے فوائد سے محروم و بدنصیب رہیں گے؛

کینہ کینہ بھی ایک نہایت خطرناک اور نسل انسانی کیواسطے زہر قاتل ثابت ہُوا ہے ایک ذرہ سا اختلاف جو کینہ سے پاک ہو بعض اوقات بجائے شر کے خدا کی رحمت بھی ثابت ہوتا ہے۔ مگر جب اسکے ساتھ کینہ ہو تو وہ بڑھتے بڑھتے رائی کا پہاڑ اور پر کی ڈار بنکر ایک قوم کے لیئے ہلاکت کا موجب ہو جاتا ہے۔ دیکھو ہم سے پہلے لوگوں میں ایک واقعہ ہُوا ہے یعنے حضرت امام حسینؑ اور یزید کے درمیان ایک جنگ واقع

ہوئی تھی جسکا نتیجہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت ہؤا مگر کیا دمتقابل سزا سے بچارہا یا بھگتنی پڑی یہ کوئی راز نہیں تمام دنیا جانتی ہے اور سب اس بات سے واقف ہیں کہ حضرت امام حسینؑ کا نام کس عزت سے لیا جاتا ہے اور آپ کی اولاد اور جانشین کس عزت سے دیکھے جاتے ہین اور دوسری طرف یزید کا کیا حال ہؤا آج کوئی بھی دنیا میں نہیں کہتا کہ میں یزید کی اولاد سے ہوں گویا قطع نسل ہوگئی یا اس بدنامی کے خوف سے اسکی طرف اپنے آپکو کوئی منسوب ہی نہیں کرتا تو کیا ابھی اس نقصان کی تلافی نہیں ہوئی وہ ایک وقتی بات تھی جو ہو گذری اور جس کے ثمرات طرفین اپنی اپنی نیت کے مطابق پا چکے مگر کینہ کی بھسم کر دینے والی آگ نے اس معاملہ کو کہیں کا کہیں کھینچا ہے۔ اور کہانتک بڑھا یا وہ بھی ہلاکو خاں کے بغداد کو تباہ کرنے کے جانکاہ واقعہ سے ظاہر ہے۔ خلیفہ بغداد کے وزیر اعظم نے جو شیعہ تھا ہلاکو خاں کو بغداد کی فتح کیواسطے بلوایا اور اہل بغداد کو ایسا دھوکہ دیا کہ بغداد والوں کو اُسوقت خبر ہوئی جب لشکر سر پر آن پہنچا جبکہ انکے کئے کچھہ نہ بن سکتا تھا اور اس جنگ کا نتیجہ یہ ہؤا کہ چھ لاکھ مسلمان تہ تیغ بیدریغ کیا گیا۔ باقی تتر بتر ہو گئے۔ نہایت عظیم الشان اور لاثانی کتب خانے جلائے گئے یا دجلہ میں ڈالے گئے۔ اور ایسی خطرناک خونریزی ہوئی جس کے بیان سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ اور جسکی تلافی آجتک نہیں ہوسکی۔

یہ سب کچھہ ہؤا۔ اور اسی طرح باہمی جنگ و فساد اور لڑائی جھگڑون مین مسلمان سلطنت بھی کھو بیٹھے عزت بھی دے بیٹھے مگر ابھی شیعہ سنی کے کینہ اور جھگڑوں کا خاتمہ نہ ہؤا پر نہ ہؤا!

بیجا جوش بیجا جوش بھی ان اخلاق رذیلہ میں سے ہے جو انسان کو ذاتی اور قومی فوائد سے دور پھینک دیتا ہے دیکھو خدا کی شان ہے مسلمان کہلاتے ہیں مگر اسلام اور مسلمانی کی خبر نہیں جس کے نام پر جان قربان کرنے کو طیار ہیں اسکی کسی بات پر عملاً ثبوت فرمانبرداری نہیں دیتے آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ جب کسی کو غصہ آوے تو اسکو چاہیئے کہ اگر کھڑا ہے تو بیٹھ جاوے بیٹھا ہے تو لیٹ جاوے اگر پھر بھی نہیں اترا تو پانی پی لے آعوذ پڑھے بھلا کوئی ہے جو یہ کہے کہ میں اس حکم کی تعمیل کرتا ہون اور غصہ کیوقت اسی پاک قانون کے مطابق عملدر آمد کرتا ہون - اگر نہیں تو پھر کیا یہ قوم بننے کے آثار ہین ؟ دیکھو سب سے بڑا مرض ہم مین غفلت ہے - باوجودیکہ تباہی ہے دین اور دنیا کے کاموں مین سب سے پیچھے ہیں زراعت میں تجارت مین دوسری قوموں کے بالمقابل ذلیل ہین کوئی بات نہیں جس مین مسلمان بڑھے ہوئے ہوں کوئی میدان نہیں جس مین مسلمان دوسروں پر سبقت لے گئے ہوں کوئی ہنر نہیں جسکا تاج انکے سر پر رکھا گیا ہو کوئی تجارت یا پیشہ نہیں جنکا دارومدار مسلمانو پر ہو مگر بایں ہم ہیں کہ کان پر جوں نہیں چلتی اور کچھ پرواہ ہی نہیں باوجودیکہ ہم مر گئے مگر ہم نے اپنے آپکو زندہ جان رکھا ہے باوجودیکہ ہم مفلس اور تہیدست ہیں ہم نے اپنے آپکو مالدار تصور کر رکھا ہے باوجودیکہ ہم ذلیل ہو گئے ہیں ہم نے اپنے آپکو بہت بڑا سمجھ رکھا ہے اور باوجودیکہ ہم سب سے پیچھے ہیں ہم ہیں کہ اپنے آپکو سب سے آگے سمجھے ہوئے ہیں مگر سچ تو یہ ہے کہ اگر مسلمانوں کو کسی بات میں سبقت ہے تو وہ جرائم کے کرنے میں - چنانچہ جیلخانے میری بات کی تائید کرتے ہیں مین نے کشمیر

کے مسلمانوں میں ایک ذلت و ادباری کا نقشہ عجیب رنگ میں دیکھا ہے کشمیر میں اگر کسی شخص کو کسی حرکت ناشائستہ یا گناہ پر گرفتار کیا جائے اور ڈانٹا جاوے تو وہ عذر کرتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اس کا یہ کہنے سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ میں چونکہ مسلمان ہوں اسواسطے ایسے گناہوں سے قابل گرفت نہیں گویا اسلام نعوذ باللہ تمام گندوں اور گناہوں کا مجموعہ ہے اور کسی کا مسلمان ہونا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ ہر قسم کی بدی اور گناہ اس میں موجود ہیں اور وہ جو چاہے کر گزرے وہ قابل مواخذہ اور گرفت نہیں۔ اب میں انصاف تم پر ہی چھوڑتا ہوں ذلت کی اس سے آگے اور بھی کوئی حد ہے۔ افسوس اگر اب بھی نہ سنبھلے اور خواب غفلت سے بیدار نہ ہوئے اور ایک جماعت کے رنگ میں پوری ہوشیاری سے خالصۃً لوجہ اللہ دین کی حمایت کیواسطے باہر نہ نکلے تو پھر یاد رکھو کہ خدا کا منشاء تو اسوقت پورا ہوگا اور ضرور ہوگا اور وہ اپنے دین کا اظہار اور دینوں پر کرے گا اور ضرور کریگا مگر افسوس یہ ہوگا کہ تم اس منشاء کو پورا کرنیوالے نہ ہوگے؛ بلکہ اس کام کیواسطے خدا کوئی اور جماعت تیار کریگا جو اسکے احکام کی بجا آوری میں تمہاری طرح غافل اور سست نہو گی؛

مسئلہ تعلیم بھی قومی ترقی کیواسطے اس زمانہ میں اہم ترین سمجھا گیا ہو مگر تعلیم میں بھی خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی مسلمانوں کیحالت کچھ پوشیدہ نہیں اگر خدا کے حکم کے مطابق جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون تیار ہوتی اور کچھ کرکے دکھاتی تو انکی دیکھا دیکھی دوسرے بھی ابھرتے انکی پیروی کرتے اور ان کے اسوہ حسنہ پر چل کر

خدا کے منشاء کو پورا کرتے۔ اور ایسا مخلص گروہ ضرور کامیاب مظفر و منصور ہوتا کیونکہ خدا کا وعدہ ہے کہ میں ایسے لوگوں کو کامیاب و بامراد کرونگا!

مگر جب مسلمانوں نے خدا کے احکام کی پرواہ نہ کی اور انکو پس پشت ڈالدیا تو آخر خدا نے بھی انکو چھوڑ دیا اور قعر مذلت اور ادبار میں ایسا گری کہ اب سنبھلنا مشکل ہو رہا ہے چلاتے ہیں مگر نکلنا محال ہے وجہ یہی ہے کہ اصل مرض کی تشخیص کرتے نہیں مرض کا علم نہیں غفلت نے دبا رکھا ہے جب تک اصل مرض کا ازالہ نہ ہوگا جانبری مشکل بلکہ محال ہے یا ایثار کا مادہ بالکل نہیں آل انڈیا مسلم لیگ میں تو کھڑے ہو کر بڑی پر جوش تقریر کردیں گے اور قوم قوم پکاریں گے قربانی بھی کرنے کو تیار ہونگے مگر یہ سب کچھ اس جلسہ کے حلقہ تک ہی محدود ہوگا گھر میں جا کر کچھ بھی نہیں محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس میں تعلیم تعلیم قوم قوم کر کے خوب شور کرینگے اور قوم کو ابھارینگے چندوں کے واسطے اکسائیں گے خود ہر طرح کی آمادگی کا اظہار کریں گے مگر ان باتوں کا اثر صرف اس چار دیواری تک ہی محدود ہوگا گھر پر جا کر کوئی عملی کارروائی ہرگز ہرگز ظاہر نہ ہوگی! میں اسلامک سوسائٹی میں بھی گرتی قوم کو اٹھانیکے واسطے اور ڈوبتی ناؤ کو کنارہ لگانیکے لیے بڑے بڑے پرزور الفاظ میں لیکچر دینگے مگر یہ سب زبانی لفافے۔ عملاً کچھ بھی نہیں اصل میں وجہ ان سب باتوں کی صرف یہ ہے کہ بات نہ دل سے نکلتی ہے اور نہ دلوں پر اسکا اثر پڑتا ہے۔ قربانی نہ کسی نے کی اور نہ اسکا کبھی مزہ چکھا

(باقی آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

ہم نے احمدی ہو کر کیا کیا؟

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر ؞ سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک روز ارشاد فرمایا کہ دیکھو اسوقت تمام احمدی تو موجود نہیں لیکن میں تم ہی کو سناتا ہوں گویا وہ پیغام جناب تک خاکسار پہنچاتا ہے۔ یہ کوئی نیا پیغام نہیں یہ وہی بات ہے جو آپ بارہا حضرت اقدس کے دہن مبارک سے سنا کرتے تھے مگر افسوس اسپر کسی نے عمل نہ کیا اور وہ اپنے دل میں ہی یہ کہتا چلا گیا۔ ے

بیچارا خاک میں ہمراہ دل اپنا قائم ؞ شاید اس جنس کا یاں کوئی خریدار نہ تھا

بارہا اس عاجز کے دل میں یہ شوق پیدا ہوا کہ اسپر کچھ عرض کروں مگر میری کم علمی اسکی مانع ہوئی اب دو چار واقعات نے اس جوشکو از سرِ نو ایک چرخ دیدیا تو عاجز مجبوراً اپنی کم علمی کو بالائے طاق رکھکر ہمت کر کے میدان میں آ نکلا امید کرتا ہوں کہ میرے معزز بزرگ اس میری کم علمی کی وجہ سے جو غلطیاں ہیں نظر شفقت سے انکو غلطیاں نہ تصور کرینگے اور میں آپ کے لیئے کوئی ناصح بنکر نہیں کھڑا ہوا ہوں بلکہ یہ اظہار دردِ دل ہے

منو انصاف اسے چاہا انے کی مجھے جفا ؞ یہ تو پہلو خوب نکلا دادیں بیداد کا

اور میں کچھ اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ وہی پیغام جو حضرت اقدس کا ہے یا حضرت خلیفۃ المسیح کا۔

کان دھر کر سنو اور غور سے سمجھو تو سہی ؞ نوحہ کرتی ہے ہر اک آہ و فغاں الفت کا

دل میں رکھنا اسے کہنا نہ کسی سے زنہار ؛ میں بتاتا ہوں تمہیں راز نہاں الفت کا
ڈھونڈنیوالے سراغ اسکا عدم میں پائیں ؛ کارروان کب کا ہوا یاں سے روان الفت کا

اور وہ یہ ہے کہ ایک روز حضرت خلیفۃ المسیح مسجد مبارک میں تشریف فرما تھے اسوقت فرمانے لگے کہ میں اسوقت مسجد میں بیٹھا ہوں اور قسم کھا کر کہتا ہوں اگر کسی کو یقین نہو تو میں قبلہ کی طرف منہ کر کے کہتا ہوں کہ اگر تم نفسانیت نہ چھوڑو گے اور خوف پیدا نہ کرو گے اور تقوےٰ پر پورا عمل نہ کرو گے اور آپس میں پوری ہمدردی نہ کرو گے تو تم ہرگز کامیاب نہ ہوسکو گے اور یہ تمہارا احمدی کہلانا کسی کام نہ آئے گا اور تمہاری بجائے دوسری قوم پیدا ہو جائے گی اور وہ کام کرے گی اور تم محروم رہجاؤ گے یہ کیوں کہ اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے۔ اور وہ ضرور پورا ہو کر رہے گا زمین آسمان کا ٹلجانا ممکن ہے مگر خدا کی باتوں کا ٹلنا ناممکن ہے اب میں کہتا ہوں ہم نے احمدی ہو کر کیا کیا صحابہ کرام کی طرح کوئی کام کر کے دکھایا کوئی خاص تبدیلی پیدا کی باوجود اسکے کہ اُسوقت تار ریل انتظام ڈاک اور امن آجکل کی طرح کچھہ نہ تھا مگر انکی خدمات اور اپنے کاموں کا مقابلہ تو کر کے دیکھو رسول اکرم کی ہسٹری کو پڑھو تو اول سے تا بآخر عجیب و غریب ثابت ہوگی انکو بڑی بڑی تکلیفوں کا سامنا تھا جسکو کہ تم بھی جانتے ہو اور اچھی طرح جانتے ہو اگر اسقدر آرام آسایش اور امن و امان کا سامان انکو مہیا ہوتا تو وہ کچھہ کر گزرتے کہ جہانتک ہمارے ناقص خیال کی رسائی تک نہیں انکو تو چین نہ آتا تھا اور ہم آرام سے خواب غفلت میں ضلالت کی چادر تانے ہوئے پڑے اور ساتھہ ہی بڑی بڑی امیدوں کو اپنے دل میں جگہ دئے ہوئے ہیں تصور کئے بیٹھے ہیں

کہ وہ موعودہ قوم ہم ہی ہیں میں کہتا ہوں کہ اجی حضرت یہ کس برتے پہ تتا پانی مطمئن طالب ویار کس امید پہ ہیں ؛ کیا ان آنکھوں سے وہ تصویر نظر آئیگی نہیں حضرت اس خیال خام کو آپ بالکل بھول جائیں بلکہ جب تک آپ قال اللہ قال الرسول پر عمل نہ کرینگے ہرگز وہ پیارا پیارا نورانی کامیابی کا چہرہ جو کہ دراصل آپ کی امیدوں کا مجموعہ ہوگا۔ نظر نہ آئیگا؛

اب میں پھر بھی سوال پیش کرتا ہوں کہ ہم نے احمدی ہو کر کیا کیا؟ بعض نے تو اپنے خویش و اقارب کو بھی ترک کیا اور بعض کو بہانتک مصائب کا سامنا پڑا۔ کہ سقّہ اور خاکروب اور دھوبی اور حجام تک انکے لیے بند کر دیے گئے انہوں نے ان تکالیف کی پرواہ بھی نہ کی بعض نے اسقدر استقلال دکھلایا کہ اپنی جان کو جان نہ سمجھا اور قوم نظیر پیدا کرنیکے واسطے اپنی جان اسلام پر فدا کر دی جیسے کہ کابل کے شہدائی مولوی عبد اللطیف صاحب نے۔ اب اسکے ساتھ یہ ہونا چاہیئے تھا کہ جسطرح دنیا کے کتوں نے ہمیں چھوڑا تھا اگر زیادہ نہیں تو اسی قدر ہم خدائے تعالے سے تعلق پیدا کرتے اور مقرّب بنجاتے مگر ہائے افسوس ہمسایوں کو کیونکر کیا کریں ہم بڑی مشکل میں جان اپنی پڑی ہے ہم نے اپنے ان دیرینہ رفیقوں کا ساتھ نہ چھوڑا پھر احمدیت کا نتیجہ؟ بقول شخصے۔ ع

نہ خدا ہی ملا ۔ ۔ ۔ نہ وصال صنم ؛ نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے

دیکھئے کہ ہمارے آقا حضرت جری اللہ ؑ

زبان پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا ؛ کہ میرے نطق نے بوسے میری زباں کے لئے

جنکی الفت میں میری زبان پہ یہ شعر رواں ہوا۔

غنچہ دل میں نہاں کون ہوا بو ہو کر ؛ نرگس چشم میں حسرت ہی جو آنسو ہو کر

جو کچھ رسالہ الوصیّۃ میں فرماتے ہیں اسکالب لباب جناب کیخدمت میں پیش کرتا ہوں اور امیدوار ہوں کہ اسپر غائر نگاہ سے توجّہ فرمادیں اور اسپر عمل کریں نہ کہ تھوڑی دیر دل میں جوش رہے اور پھر خیر باد کہہ دیں ؎

مر گئے سینکڑوں جانباز پر اُف رے بیدرد تجھکو اکدن کف افسوس ملتے نہ دیکھا۔

اور وہ یہ ہے انسان کو اس فضولی سے کیا فائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعوے کرتا ہے لیکن قدم صدق دل سے نہیں رکھتا دیکھو میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ آدمی ہلاک شدہ ہے جو دین کیساتھ کچھ بھی دنیا کی ملونی رکھتا ہے اور اس نفس سے جہنم بہت قریب ہے جسکے تمام ارادے خدا کے لئے نہیں۔ بلکہ کچھ خدا کے لئے کچھ دنیا کے لیئے ہیں پس اگر تم دنیا کی ایک ذرا بھی ملونی اپنے اغراض مین رکھتے ہو تو تمہاری تمام عبادتیں عبث ہیں اس صورت میں تم خدا کی پیروی نہیں کرتے ہو بلکہ شیطان کی پیروی کرتے ہو تم ہرگز توقع نہ کرو کہ ایسی حالت میں خدا تمہاری مدد کرے گا۔ بلکہ تم اسحالت میں زمین کے کیڑے ہو اور تھوڑے ہی دنوں تک تم ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح کہ گندے ہلاک ہوتے ہیں اور تم مین خدا نہین ہو گا بلکہ تمہیں خدا ہلاک کر کے خوش ہو گا۔ لیکن تم اگر اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤ گے تب تم میں خدا ظاہر ہو گا اور خدا تمہارے ساتھ ہو گا ہاے افسوس یہ اسکے الفاظ ہیں جو ہم ہیں کچھ روز رہ کر ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہوا؎

ایکدل تنہا فرقت مین جدا مجھ سی ہوا۔ اب میں تنہا رہ گیا رنج و الم کیواسطے

اب سوچنے کا مقام ہے کہ ہمنے کسقدر تبدیلی کی ظاہر طور پر ہم بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں مگر کچھ کارنمایاں نہیں کیا۔ طوفان ......

اے حشم فائدہ دو انسک بھی بہت ہیں اگر کچھ اثر کریں ہم نے

تو اسقدر بھی تبدیلی نہ کی کہ ہم آپس میں کم از کم رشتہ داریاں کرتے ہیں بھائی
اسد اپر رحم فرماوے ایک اور بھائی سے یوں گویا ہوئے کہ اب ہم سے
لوگوں کی دشمنی اس حد تک پہنچ گئی کہ ہماری لڑکیاں اپنا ہی کفر سمجھتے ہیں سامع
نے جواب دیا کہ میں اسباتکو سننا بھی اور پھر خصوصاً آپکے منہ سے ہرگز
پسند نہیں کرتا کیا آپ کو اپنے بھائی دستیاب نہیں ہوئے کیا احمدیوں سے
تمہیں نفرت ہے کیا تم ایک اپنی اولاد مرتد ہو جانا پسند کرتے ہو داسکو
تو اس قابل تم نے کیا ہی نہیں ہے کہ وہ غیر احمدی کو احمدی ہی جا کر کرے
میری جہانتک واقفی ہے وہ تو یہ ہے کہ اسکے تمام فرزند ارجمند لخت جگر
اولاد نرینہ نماز تو در کنار اسلام کے اصول سے بھی بے بہرہ ہیں۔ تو لڑکیاں
تو یک طرف علیٰ ہذا القیاس، کیا احمدیوں میں لائق نہیں کیا ہم میں ایسے
موجود نہیں کہ جنکو غیر احمدی اپنی لڑکی دینی معیوب اور خلاف شرع اور
لوگوں میں مطعون ہونا سمجھتے ہیں۔ کیا ان سے زیادہ بھروسہ والا تمکو ملسکتا
ہے رہا یہ کہ اگر تم ذات کا خیال کرتے ہو تو اسکے واسطے یہ ایک نظیر
کافی ہے کہ جنکو آپ سب سے بزرگ اور سب سے بڑھکر مانتے ہیں وہ
سید ہیں تو اب بتائے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی والدہ کون تھیں
اور اگر آپ روپیہ کو ملاحظہ فرماتے ہیں تو معلوم ہوا کہ ابھی آپ کے دل
سے روپیہ کی محبت نہیں نکلی۔ بیشک ہاتھ پاؤں ہلانیوالا آدمی اچھا ہوتا
ہے۔ مگر پھر بھی توکل ایک بڑی نعمت ہے۔ جو خدا کہ مرغی کے بچوں تک
کو روزی دیتا ہے وہ انسانکو روزی نہ دیگا آسان بات تو یہ ہے،
حضرت خلیفۃ المسیح کو لکھیے وہ جس طرح مناسب سمجھیں آپکا کام کر
دیں نیک آدمی کے کئے ہوئے کام بھی نیک ہوتے ہیں

م جس سے کہ ہمیں ہمدردی کا موقعہ ملتا افسوس بالمقابل اسکے ہم میں اس قسم کی نظیریں موجود ہیں۔ ایک میر المزدور

پھر لڑکوں کو لیجئے اکثر ونکی اولاد مدرسوں میں انگریزی پڑھتی ہے مگر دین سے کوئی تعلق نہیں ماں باپ ایسے ہوشیار ہیں کہ زیادہ ہؤا تو اتنا کہہ دیا کہ نماز پڑھنی اچھی ہے نماز پڑھا کرو مگر وہ پڑہیں کیونکر انکو نماز کی حقیقت تک تو معلوم نہین بلکہ اکثر تو یہی کہدیتے ہیں کہ نماز پڑھو نہ پڑھو تمنے ہماری قبر مین تو جانا ہی نہین دنیاوی قانون پر بھی نظر نہیں ڈالتے کہ اگر ایک مفرور یا چور کو اپنے گھر مین جگہ دوگے تو ضرور تم بھی اتنی ہی سزا پاؤگے اصل بات یہ ہے کہ لوگوں نے آجکل قرآن شریف کو چھوڑ دیا ہے اور یہی باعث ذلت کا ہے۔ ایک فاضل انگریزی کا یہ قول ہے جو کہ سنہری حروف سے کندہ کرنیکے قابل ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ جب تک مسلمان اپنی کتاب (قرآن) پر عمل کرتے رہے برابر انکو عروج ہوتا رہا اور شجاعت اقبال فتح نصرت انکے ساتھ رہی اور بڑے بڑے حکمار اور فلاسفر ائمیں ہوتے رہے اور جب سے انہوں نے اپنی کتاب کو خیرباد کہا تب سے افلاس اور تمام عیوب انکے رفیق ہیں میرے دوستو میں کس طرح اور کن الفاظوں مین اپنا درد دل تمہارے سامنے پیش کر دوں یہ قرآن شریف تو ھدیً للمتقین ہے اگر اسکے اوامر و نواہی پر چلتے تو تم آج ذلت کا نمونہ نہ دیکھتے جسکا یقیناً نتیجہ یہ ہوتا۔ کہ تم صراط مستقیم پر ہی رہتے آج جس حسرت بھری نگاہ سے تم دوسری قومونکی ترقی کو دیکھتے ہو وہ لوگ تمکو دیکھتے اگر ابتک غافل رہے ہو تو اب تو کچھہ اصلاح کرنی چاہیئے تھی کہ خدا کا ایک برگزیدہ تم مین پیدا ہو چکا ہے کما ارسلنا فیکم رسول منکم یتلوا علیکم اٰیتنا ویزکیکم و یعلمکم الکتٰب والحکمۃ ویعلکم مالم تکونوا تعلمون ؕ یعنے جب کہ بھیجا ہم نے تم مین رسول جو کہ تمکو نشانات دکھاتا ہے اور برائیوں سے تمکو پاک کرتا ہے اور قرآن سکھاتا ہے

جو حق و حکمت سے پُر ہے اور وہ علم تمکو سکھاتا ہے جو کہ تمہارے گمان مین بھی نہیں آسکتے تھے تمکو چاہیئے تھا کہ فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی یعنی تمکو چاہیئے کہ میرا ذکر کرو تا میں تمہاری دعائیں قبول کرون اور میرا شکر کرو اور کفر نہ کرو چونکہ انسان کی فطرت میں داخل ہے کہ یہ کفرانِ نعمت کرتا ہے اس لیئے فرمایا واخشونی ولاتم نعمتی علیکم ولعلکم تھتدون یعنے محض مجھہ سے ڈرو تاکہ وہ انعامات منظفر و منصور ہونیکے جنکا تم سے وعدہ کیا گیا ہے پورا کروں تاکہ تم ہدایت پکڑو۔ و تھتدون اسواسطے فرمایا کہ انسان جو کچھہ کام کرتا ہے اسکا نتیجہ اسکو ملجاتا ہے یعنے جب کہ تم ہمارے فرمودہ اوامر و نواہی پر عمل کروگے تو اسکے صلہ میں جو ہم نے انعامات مقرر کئے ہیں وہ ہم تمکو دینگے جس سے تمکو تسلی ہوگی یہ ایک بڑا بھاری کامیابی کا راز ہے جو کہ ہمیشہ ہمارا امام ہمیں تلقین کرتا رہا اور حضرت خلیفۃ المسیح کا تو وظیفہ ہی یہ ہے اور قرآن شریف میں بار بار تکرار ہے اور تمام انبیاء اور اولیاء صادقین کاملین کا یہ ہی کام رہا اور اسی سے وہ کامیاب ہوئے کہ بہت ہی استغفار سے کام لو۔ اور درود شریف بھی شکریہ میں ورد زبان کرو اور درد دل سے نہ کہ اس طرح پڑھتے رہو کہ دو ہزار تسبیح پڑھی مگر حلق سے نیچے نہ اتری سورۃ نوح غور سے پڑہو قرآن شریف پر عمل ہو تقوے پر ایسا بھر کر چنگل مارو کہ جس سے ضرور کامیاب ہو جاؤ دیکھو ایک دوسرے موقعہ پر ہمارے محسن آقا رہبر مخبر صادق جری اللہ فی حلل الانبیاء رسالہ الوصیۃ میں کیا ارشاد فرماتے ہیں "تم بھی انسان ہو جیسا کہ میں انسان ہوں اور وہی میرا خدا تمہارا خدا ہی پس اپنی پاک قوتوں کو ضائع مت کرو اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھکوگے تو دیکھو میں خدا کے منشا کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قوم

برگزیدہ ہو جاؤ گے خدا کی عظمت اپنے دلوں مین بٹھاؤ اور اسکی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تاکہ خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر کرے کینہ وری سے پرہیز کرو اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کیساتھ پیش آؤ ہر ایک نیکی کی راہ اختیار کرو نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ۔ تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانیکا میدان خالی ہے ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اسکی طرف توجہ نہین۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں انکے لیئے موقعہ ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پائیں۔ یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دیگا تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین مین بویا گیا خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھیگا اور پھولے گا۔ اور ہر ایک طرف سے اسکی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائیگا پس مبارک وہ جو خدا کی باتون پر ایمان رکھے یہ ہے تعلیم جو ہمارا امام پیش کر گیا ہے۔ اگر ہم صرف آپکی کتابیں ہی پڑھیں تو کافی ہین مگر عمل ایمان کیساتھ لازم و ملزوم ہے ؏

اے داغ تمہیں وصل کی تدبیر بتادی ۔۔ اور وصل کا ذمہ تو یہاں ہو نہیں سکتا۔

اے میرے ہادی خدا تو ہم کو موعود قوم بنا۔ ہم کو مظفر و منصور کر اور جو ہمارے لیئے سہل ترین راہ ہے تجھ سے ملنے کی وہ ہمارے دلوں میں ڈال اور ہمکو اپنا ہی بنالے۔ آمین

{ فرخ دہلوی

آزادی

گذشتہ پرچے میں میں ثابت کر چکا ہوں کہ جسے عام لوگ آزادی کہتے ہیں وہ آزادی نہیں ہے بلکہ آزادی کچھ اور ہی چیز ہے اور میں نے یہ بھی بتایا تھا کہ انسان کے لیئے بڑی بڑی پابندیوں میں رہنا ضروری ہے اگر کسی انسان کا کسی دنیوی افسر کیساتھ تعلق ہوتا ہے تو وہ یہی سمجھتا ہے کہ میں بڑا آزاد ہوں مثلاً ایک شخص کا کسی ڈپٹی کمشنر کے ساتھ تعلق ہو تو وہ سمجھتا ہے۔ کہ بس میں اس ضلع میں آزاد ہوں یہ ضلع میرا ہے جو چاہوں کروں اسی طرح اگر کسی شخص کا وائسرائے سے تعلق ہوتا ہے تو وہ یہی سمجھتا ہے کہ بس ملک ہندوستان میں جو چاہوں کروں میں ہر طرح سے آزاد ہوں۔

پھر اگر کسی شخص کا خدا تعالے سے تعلق ہو جو تمام دنیا کا مالک و خالق ہے تو وہ کیسا خوش اور آزاد رہ سکتا ہے ایک شخص نے حضرت اقدس علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے دریافت کیا تھا کہ مجھے کوئی نیک عمل بتائیں جسکی بنا پر میں نجات پاسکوں آپ نے فرمایا خدا سے ڈر اور سب کچھ کر۔ یہ ایک چھوٹا سا فقرہ ہے جو اپنے اندر معرفت کا خزانہ رکھتا ہے اگر انسان اس فقرہ پر غور کرے تو وہ بہت کچھ حاصل کر سکتا ہے۔ ظاہر طور پر ہم آزادی کے حامیوں کو یہ کہہ سکتے ہیں کہ بہتوں کی اطاعت کی بجائے صرف ایک ہی کی فرمانبرداری کافی ہو سکتی ہے۔ ہاں اگر غور سے

دیکھا جاوے تو معلوم ہوگا کہ صرف خدا تعالیٰ کی اطاعت ہی انسان کو متقی صالح شہید اور نبی بنا سکتی ہے کیونکہ یہی ایک چیز ہے جو انسان کو نیک بنا سکتی ہے اور اگر یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں؛

جس انسان کو یہ معلوم ہے کہ خدا سے ڈرنا چاہیئے۔ وہ کبھی کوئی برائی نہیں کرسکتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میرا خدا حاضر و ناظر ہے جب میں کوئی برائی کرونگا وہ فوراً گرفت کریگا؛

قرآن کریم میں آیا ہے ولمن خاف مقام ربہ جنتان یعنے جو شخص خدا کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے اس کے لئے دو جنتیں ہیں یعنے دنیا بھی اسکے لئے جنت ہو جاتی ہے اور دوسرا جہان بھی جنت ہوگا ایک شخص کو اس سے بڑھکر کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ وہ اس دنیا میں بھی جنت حاصل کرے اور پھر ابدی نجات حاصل کر کے ابدی جنت کا حقدار بھی ہو جاوے غرض خدا تعالےٰ کے ڈر سے انسان اس مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ جو اسکی پیدائش کی اصل غرض ہے

اب غور طلب امر یہ ہے کہ اس فقرہ پر کس طرح عمل ہو سکتا ہے۔ یا انسان کس طرح خدا تعالےٰ کیساتھ تعلق پیدا کر سکتا ہے سو یاد رہے کہ اسکا ایک ہی ذریعہ ہے۔ اور وہ مذہب ہے جو شخص خدا تعالےٰ سے محبت کرنا چاہتا ہے۔ اسکا فرض ہے کہ وہ کسی مذہب کی پیروی کرے یا ایسے طریقوں پر عمل کرے جس کے ذریعہ سے خدا حاصل ہو جاوے اور انہی طریقوں کو مذہب کہتے ہیں۔

ایک امر یہ بھی غور طلب ہے کہ آیا تمام مذاہب انسان کو خدا تعالےٰ سے ملا سکتے ہیں یا ان میں سے خاص خاص مذاہب یہ راستہ بتا سکتے

ہیں اور یا کہ ایک ہی مذہب میں ایسی خاصیت ہے تمام انسان پھلی حالت کو غلط ثابت کرتے ہیں کیونکہ ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ جس مذہب کا میں پیرو ہوں اسی مذہب کی ترقی ہو اسکی وجہ صرف یہی ہے کہ چونکہ ایک انسان یہ دیکھتا ہے کہ میں راہ راست پر ہوں اسلیئے وہ کوشش کرتا ہے کہ اسکے دوسرے ہمجنس بھی راہ راست پر آجاویں اگر وہ سمجھتا کہ دوسرے بھی راہ راست پر ہیں تو انکو اپنے مذہب پر لانیکی اسقدر کوشش نہ کرتا غرض اسبات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک مذہب والا یہی سمجھتا ہے کہ ایک ہی مذہب ہے جو نجات دلا سکتا ہے۔ اور وہ وہی ہے جسکا میں پیرو ہوں اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ نہ تو تمام مذاہب اور نہ چند خاص مذاہب نجات دلا سکتے ہیں بلکہ صرف ایک ہی مذہب ہے جو انسان کو اپنے اصلی مقصد پر پہنچا سکتا ہے۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسا مذہب ہے جو خاص تاثیرات اپنے اندر رکھتا ہے اس مسئلہ پر غور کرتے ہوئے ہم معلوم کرتے ہیں کہ ایک مذہب تو کہتا ہے میری سچائی کا ثبوت یہ ہے کہ ابتدائے آفرینش میں خدا نے میرے پیروں کیساتھ کلام کیا تھا اور پھر اسکے بعد خدا تعالے نے کلام کرنا چھوڑ دیا ہے دوسرا مذہب کہتا ہے کہ یہ غلط ہے اسکے بعد بھی خدا نے باتیں کی ہیں لیکن سوائے ایک مذہب کے باقی سب مذہب یہی کہتے ہیں کہ ایک وقت تک خدا باتیں کرتا رہا پھر خاموش ہو گیا۔ برخلاف اس کے مذہب اسلام ہمیں یہ سکھلاتا ہے کہ وہ ہمیشہ سے باتیں کرتا رہا ہے۔ اب بھی کرتا ہے۔ اور آیندہ بھی ہمیشہ تک وہ باتیں کرتا رہیگا اگر کوئی شخص اسبات کا انکاری ہے تو اسکو چاہیئے کہ وہ میری طاقت

کرے اور پھر دیکھے کہ خدا تعالیٰ اس سے باتیں کرتا ہے کہ نہین۔

اب ایک عقلمند انسان خوب نتیجہ نکال سکتا ہے کہ کونسا مذہب سچا ہے اور کونسا مذہب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور کونسا مذہب انسان کو اسکی زندگی کے اصلی مقصد تک پہنچا سکتا ہے!

ایک اور بات بھی قابل غور ہے اور وہ یہ کہ اسلام مین بہت سے فرقے ہین اور ان مین سے ہر ایک یہی کہتا ہے کہ اصل اسلام کا پیرو میں ہون سو در اصل جو مین نے ثبوت اسلام کی سچائی کا دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں پیش کیا تھا وہی اسلام کے اندرونی فرقوں کی پہچان کے لیئے میں اسوقت پیش کرتا ہون یعنے سوائے ایک فرقے کے باقی سب کا یہی دعوے ہے کہ خدا تعالےٰ نے اب کلام چھوڑ دی ہے اور صرف ایک ہی فرقہ ہے جو اسبات کا مدعی ہے کہ خدا تعالےٰ کلام کرتا ہے اور ابد تک کرتا رہیگا

پس نتیجہ ظاہر ہے جو فرقہ یہ دعوے کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ اب بھی اپنے بندوں سے کلام کرتا ہے وہی برحق ہے اور اسی کی ہی اطاعت کرنی چاہیئے خلاصہ یہ کہ جو شخص حقیقی آزادی چاہتا ہے اسکے لیئے ضرورت ہے کہ سچے خدا کی اطاعت کرے جو ایک اکیلا ہی ہے اور ہر ایک چیز پر قادر ہے؛

(اسسٹنٹ ایڈیٹر)

ایک اپیل

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ رسالہ تشحیذ الاذہان کی چوتھی جلد کے دس پرچے قبل ازیں شائع ہو چکے ہیں اور یہ گیارہواں نمبر ہے اسکے بعد ایک پرچہ اور شائع ہونیکے بعد یہ جلد بھی ختم ہو جائیگی گویا کہ یہ رسالہ اپنی عمر کے چوتھی سال کے اختتام پر ہے اگرچہ چار سال کا عرصہ ایک بہت بڑا عرصہ ہے مگر اسوقت تک اسکے خریداروں کی تعداد ایکہزار تک بھی نہیں پہنچی بلکہ ایکہزار کے نصف سے کچھ زیادہ ہے یعنے سوا چھ سو کے قریب ہے ایسی حالت میں ناظرین رسالہ خوب اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ رسالہ اپنے اخراجات کا کہانتک متکفل ہو سکتا ہے ایسی حالت میں اگر خریداران رسالہ کو اس امر کی طرف توجہ دلاؤں تو بیجا نہ ہوگا لہذا میں اس مختصر سے نوٹ کے ذریعہ تمام خریداران کیخدمت میں خصوصیّت سے عرض کرتا ہوں کہ وہ اس رسالہ کی ضرور مدد فرما کر ممنون فرمائیں؛

میری اس عرض کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں مالی امداد چاہتا ہوں۔ بلکہ رسالہ کے خریداروں کی زیادتی چاہتا ہوں اور آپکو خصوصیّت سے توجّہ دلاتا ہوں کہ جہانتک ہو سکے اسکی خریداری کے بڑھانیکی طرف ضرور توجّہ فرمائیں یہاں پر میں ممبران تشحیذ الاذہان کی توجہ کو اسطرف خصوصیّت سے مبذول کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ضرور بالضرور اسطرف توجہ فرمائیں؛

میں اسجگہ ناظرین کی تسلّی کیلئے یہ بھی عرض کر دیتا ہوں کہ انجمن تشحیذ الاذہان بھی بیفکر نہیں ہے بلکہ وہ خاص طور پر اس کوشش میں مصروف ہے کہ جہانتک ہو سکے اس رسالہ کو ترقّی دیجاوے چنانچہ مزید انتظام کے لیے ایک نائب ایڈیٹر بیڈ رکھّا گیا ہے تاکہ وقت پر رسالہ شائع ہوا کرے پھر آیندہ نمبر خرچ کثیر کر کے پانچہزار تعداد میں شائع کرنیکا ارادہ کیا گیا ہے تاکہ بہت سا نمونہ مفت تقسیم کیا جاوے اور خریداروں کے بڑہانے کی کوشش کیجاوے جبکہ انجمن تشحیذ الاذہان اس رسالہ کی ترقّی کے لیے خاص طور پر کوشش کر رہی ہے تو میرا یہ فرض ہے کہ ناظرین رسالہ کو بھی اس طرف متوجہ کروں تاکہ ہر دو کے اتفاق سے زیادہ مفید صورت پیدا ہو جاوے

مینیجر رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان ضلع گورداسپور

مبارک

صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر الدّین محمود احمد صاحب ایڈیٹر رسالہ ہذا کے ہاں ۱۵-۱۶-نومبر کی درمیانی شب کو لڑکا پیدا ہوا - اللہ تعالےٰ اس کی عمر لمبی کرے اور اسکو دین اسلام کیخدمت کیلئے خاص جوش عطا فرماوے میں اس موقعہ پر حضرت صاحبزادہ صاحب حضرت ام المومنین حضرت امیر المومنین اور تمام جماعت احمدیہ کو مبارکباد دیتا ہوں +

اسسٹنٹ ایڈیٹر

انجمن تشحیذ الاذہان

کا

چوتھا سالانہ جلسہ

مین نے گذشتہ نمبر رسالہ تشحیذ الاذہان کے ذریعہ ممبران تشحیذ الاذہان کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی کہ آئندہ سالانہ جلسہ پر پہنچنے کے لیئے وہ ضرور بالضرور کوشش کریں اس رسالہ کے بعد جو پرچہ شائع ہوگا وہ انشاء اللہ عین سالانہ جلسہ پر شائع ہوگا اسلیئے اس پرچہ کے ذریعہ مین تمام احمدیہ پبلک کی خدمت میں آخری دفعہ یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ ایک ایسے جلسہ کو جسکی بنیاد انکے آقائے نامدار نے رکھی ہے ضرور بارونق و کامیاب بنانیکی کوشش کرے اور پھر میں خصوصیت کیساتھ انجمن تشحیذ الاذہان کے ممبرونکی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ اس سالانہ جلسہ پر ضرور تشریف لائیں ناظرین کو معلوم ہوگا کہ صدر انجمن احمدیہ کا سالانہ جلسہ ۲۶، ۲۷ و ۲۸ تاریخ کو ہوگا چونکہ ۲۸- دسمبر کے بعد واپسی شروع ہو جاتی ہے اس لیئے

انجمن تشحیذ الاذہان کا چوتھا سالانہ جلسہ ۱۱- ذی الحج ۱۳۲۷

مطابق **۲۵- دسمبر ۱۹۰۹ء** کو ہوگا امید ہے کہ ناظرین اس جلسہ کو بارونق بنانیکی کوشش فرمائینگے!

سکرٹری انجمن تشحیذ الاذہان

مندرجہ ذیل کتب ہمارے دفتر سے طلب فرماوین

البرق۔ یہ کتاب دفتر ہذا مین ابھی آئی ہے جسکا اشتہار بطور ضمیمہ گذشتہ رسالہ مین آپ کو مل چکا ہے۔ یہ اصل قیمت یعنی ۴ر کو فروخت ہوتی ہے؛

اختیار الاسلام (میں مسلمان ہوگیا) مصنفہ ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب قیمت حصہ دوم ۶ر حصہ سوم ۷ر

صادقوں کی روشنی کو کون دور کرسکتا ہے:۔ مصنفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب بجواب اعتراض مخالفین سلسلہ بر وفات حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام جسکو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح اور دیگر احمدی بزرگان نے بہت پسند فرمایا ہے یہ کتاب رسالہ ہذا کے سائز پر چھپی ہے حجم ڈیڑھ سو صفحے سے زائد ہے کاغذ عمدہ چکنا لگا ہوا لکھائی چھپائی بہت عمدہ ہے قیمت باوجود ان تمام خوبیوں کے صرف ۴ر ہے جو کہ اصل لاگت سے بھی کم ہے؛

سردار مہر سنگھ کا لیکچر ۱ر باوا نانک صاحب کا مسلمان ہونا مصنفہ ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب قیمت فی کتاب صرف ۱۰ر

معیار حق یا سچے مذہب کی شناخت۔ انعامی لعہ قیمت صرف ۱ر

اسلام کی پہلی کتاب:۔ یہ کتاب بچوں کے لیے بہت مفید ہے قیمت ۴ر

المشتہر

مینجر رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان ضلع گورداسپور

جزاء الاحسان

سنا گیا ہے کہ پچھلے دنوں میں احمد آباد و علاقہ بمبئی میں بعض غداروں نے حضور گورنر صاحب بہادر پر دو وار بمب کے گولوں کے کیئے مگر خدا تعالےٰ کا شکر اور احسان ہے کہ حضور ولیسرائے اس حملہ سے بالکل محفوظ و مامون رہی سخت افسوس کی بات ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کے اسقدر احسانات کو دیکھتے ہوئے بھی شریر لوگ اپنی شرارتوں سے باز نہیں آتے جس امن اور چین سے ہندوستان کے باشندے رہتے ہیں اگر اسکا مقابلہ اپنے ہم قوم بادشاہوں کے زمانہ بادشاہت سے بھی کریں تو بے اختیار گورنمنٹ کی تحسین کرنی پڑتی ہے اگر اس قسم کا حملہ کرنیوالوں میں شکرگذاری کا مادہ ہو اور عقل سلیم رکھتے ہوں اور محسن کے احسانات کو سمجھ سکتے ہوں اور انکے دل درندوں اور جنگلی جانوروں کی طرح سخت نہ ہو گئے ہوں اور انسانی قوے اور اخلاق کے صفات حسنہ مر نہ گئے ہوں اور چشم بینا اور گوش شنوا رکھتے ہوں تو کبھی بھی وہ ایسے فعل کے مرتکب نہیں ہو سکتے مگر معلوم ہوتا ہے کہ بیجا جوش اور بے سبب غضب نے ان لوگوں کی آنکھیں بند کر دی ہیں اور یہ نہیں سمجھ سکتے کہ انکے افعال انسانی اخلاق سے کسقدر گرے ہوئے ہیں اور یہ انکی حرکتیں شرفاء کی نظر میں کسقدر مذموم ہیں ہمارے حضرت مسیح موعود ہمیشہ ابتدا سے اپنی جماعت کو منع کرتے رہے اور اپنی زندگی میں کوئی ایسی کتاب نہیں لکھی کہ جس میں عام مسلمانوں کو عموماً اور اپنی جماعت کو خصوصاً گورنمنٹ کے خلاف آواز بلند کرنیوالی انجمنوں اور سوسائیٹوں کی شرکت سے باز رہنے کی تاکید نہ فرمائی ہو چنانچہ اس نصیحت کی قدر اب آپسے آپ ظاہر ہو رہی ہے۔ اور زمانہ پکار پکار کر شہادت دے رہا ہے

کہ اس خدا کے مامور کی زبان سے نکلا ہوا ہر ایک لفظ سچا اور درست ہے یہ تمام واردا تین جو یہ سب کی باڈ کیبٹو نکی ہو رہی ہیں یہ سب اس نصیحت پر عمل نہ کرنیکی وجہ سے ہی تو ہین اگر یہ لوگ گورنمنٹ کی عزّت اور وقعت کا خیال رکھتے اور ان ایجیٹیشنوں سے بچتے تو آج ہندوستان مین ایسے غدار نہ ہوتے لیکن بدبختی جب آتی ہی تو پہلے انسانکی آنکھیں بند کر دیتی ہے۔ اور باوجود دیکھنے کے وہ اندھا ہوتا ہے یہی حال آجکل ہندوستان مین بعض شریر لوگوں کا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ انکے فعل مذموم ہین وہ محسن کشی کر رہے ہیں۔ وہ تباہی کے گڑھے کی طرف جا رہے ہیں ہلاکت انکے لیئے ہاتھ پھیلائے کھڑی ہے اور بدبختی انکے انتظار میں ہے۔ مگر پھر بھی اپنی چال کو سست نہیں کرتے ایسے لوگ جنگلی درندوں سے بھی زیادہ سخت دل ہین کیونکہ وہ بھی اپنے محسن کا احسان مانتے ہین چیتیا اپنے رکھوالے کی رعایت کرتا ہے۔ اور کتّا جب پاگل ہوتا ہے تو اپنے گھر والونکو نہیں کاٹتا مگر یہ لوگ کچھ ایسے اپنے آپ سے باہر ہوتے ہیں کہ لڑتے ہیں تو کس سے ایسی محسن اور منعم گورنمنٹ سے کہ جسنے انکے عیش و آرام کے لیئے ہزاروں نہیں لاکھوں اسباب مہیا کیئے ہیں قرآن شریف فرماتا ہے کہ ھل جزاء الاحسان الا الاحسان یعنی جو شخص تمپر احسان کرے اسکا بدلہ احسان مین ہی اسے دو اور اُس سے کبھی غداری نہ کرو یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدس ہمیشہ اپنی جماعت کو گورنمنٹ کی وفاداری کی تعلیم دیتے رہے اور مین اسموقعہ پر اپنی جماعت کے کل احباب کو حضرت کے حکم کیطرف پھر توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں اور امید کرتا ہون کہ وہ ہر جگہ اس قسم کے باغی عنصر کو دبانیکی کوشش کرینگے اور گورنمنٹ کا اس کام مین ہاتھ بٹا ئینگے کیونکہ یہی ایک راہ ہے جس سے وہ خدا اور رسول کو خوش کر سکتے ہین پس جو ذرا بھی گورنمنٹ برطانیہ کے برخلاف کارروائی کرتا ہے وہ حضرت مسیح موعود کی جماعت مین نہیں رہ سکتا اب میں اس مضمون کو ختم کرتے ہوئے خدا تعالیٰ سے دعا مانگتا ہون کہ وہ ہماری اس محسن گورنمنٹ کو موجودہ ابتلاؤں سے بچائے اور اسکی طاقت کو مضبوط کرے اور اسکی فیض رسانی کو زیادہ کرے آمین یا رب العالمین ۔ خاکسار میرزا محمود احمد

رسیدات زر بابت ماہ شوال ۱۳۲۷ھ

قیمت رسالہ	۷۶۵- میاں حسین خاں صاحب عا	اعانت رسالہ مرزا برکت علی صاحب ۱۲ر
۵۶۴- شیخ عطاء اللہ صاحب عا	۷۷۷- حمید اینڈ کو عا	لائبریری
۷۱۵- منشی خلیل الرحمن صاحب عا	۱۴۲- میاں تفضل حسین صاحب عا	سیٹھ زین الدین محمد ابراہیم صاحب بمبئی ۱۲ر
۴۲۶- میاں محمود خاں صاحب عا	۶۱۴- شیخ عبد القادر کسٹی صاحب عا	جماعت شملہ ۱۰ر
۵۱۸- شیخ مولا بخش صاحب عا	۴۸۴- سردار امام بخش صاحب للعہ	سردار آقا بخش صاحب صمہ ر
۷۵۴- بابو محبوب الرحمن صاحب عا	۶۳- بابو محمد وزیر خاں صاحب عا	بابو نیاز محمد صاحب عا
۷۲۸- میاں محمد اسمعیل صاحب عا	۵۷۰- مولوی محمد علی صاحب عا	میر محمد اسحٰق صاحب قادیان عہ
۳۰۹- منشی عبد الخالق صاحب عا	۷۷۹- چودھری برکت علی صاحب عا	چندہ ممبری
۵۱۵- نیاز احمد صاحب ۸ر	۱۰۳- منشی ذو الفقار علی صاحب عا	شیخ محمد تیمور صاحب لاہور ۱۲ر
۵۲۹- چودھری حاکم علی صاحب عا	۸۴۸- سید بہادر علی شاہ صاحب ۱۲ر	میاں محمد صادق صاحب ۸ر
۶۲۴- منشی عزیز الرحمن صاحب عا	۸۱- بابو فیروز الدین صاحب عا	میر محمد اسحٰق صاحب ۸ر
۱۷- حکیم فضل الدین صاحب عا	۱۲۲- منشی گلاب الدین صاحب ۲ر	
۵۳۳- منشی کریم بخش صاحب عا	بو صاحبہ مالیر کوٹلہ عا	
۵۶۱- میاں علم الدین صاحب عا	۵۴۷- میاں تصدق حسین صاحب عا	

الصدق ینجی والکذب یھلک

راستی موجب رضاء خدا است ٭ کس ندیدم کہ گم شد از راہ راست

کشتہ جریان

جریان ایسی ایک بلا ناگہانی ہے کہ کل لذات زندگی اسکی وجہ سے جاتی رہتی ہیں اس کے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۳

سبب سے جو بیماریاں پیدا ہوتی ہیں وہ یہ ہیں ۔ مالیخولیا ۔ مراق ۔ نسیان ۔ کمی خون ۔ دل کا دھڑکنا ۔ بدن کا ڈیلہ پن ۔ استرخار ۔ خصیتین ۔ نقصان شہوت جماع ۔ دردِ سر ۔ سر کا چکرانا ۔ ہاتھ پاؤں کی سوزش ۔ غمگینی ۔ ناامیدی ۔ کسل ۔ خوف ۔ وحشت ۔ بیخوابی ۔ آواز میں ضعف ۔ بینائی کا کم ہوجانا ۔ کانوں میں آواز ۔ قبض ۔ ہضم کی خرابی وغیرہ ۔

Digitized by Khilafat Library

اس جانستان مرض کے لیئے ایک کشتہ بہت محنت و کوشش سے طیار کیا ہے جسکو بہت مریضوں پر آزمایا ہے خدا کے فضل سے مفید پایا ۔ جو صاحب چاہیں ہم سے منگوا سکتے ہیں ۔ بلحاظ فوائد اور محنت کے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے تاکہ ہر ایک فائدہ اُٹھا سکے قیمت فی تولہ عـ۱۲ ـر ۔ جو آدمی غریب ہو خدا سے ڈر کر لکھے گا کہ میں غریب ہوں اسکے ساتھ انشاء اللہ رعایت کیجاویگی ۔ محصولڈاک بذمہ خریدار

الراقم عبدالرحمٰن کاغانی قادیان شفاخانہ خلیفۃ المسیح حکیم نورالدین صاحب ضلع گورداسپور

دُنیا میں لاثانی خضاب

ناظرین ! ہمیں یہ خضاب بڑی محنت اور تلاش سے ملا ہے میں امید کرتا ہوں کہ آپ نے کبھی ایسا خضاب نہ دیکھا نہ سُنا ہوگا ۔ یہ کاسٹک اور تیز آب کے مرکبوں کی طرح جلد کو سیاہ اور بالوں کو بھورا اور سخت نہیں کرتا ۔ بلکہ اصلی سیاہ رنگت ایسی ہوتی ہے کہ دوسرا ہرگز شناخت نہیں کر سکتا ۔ کہ واقعی یہ خضاب شدہ ہیں ۔ بدن اور کپڑوں پر کسی قسم کے داغ دھبہ کا مطلق خوف نہیں ۔ نہ ہی کسی قسم کی احتیاط کی ضرورت ہے ۔ لطف یہ کہ آیندہ سفید بالوں کی ترقی بند ہوجائیگی ۔ بلکہ جو بال قبل از وقت سفید ہو گئے ہوں ۔ تو چند دفعہ ہی کے استعمال سے پھر خضاب کی ضرورت نہ رہیگی ۔ علاوہ مذکورہ بالا فوائد کے ہر قسم کے نزلہ ۔ ریزش کو جڑ سے کھوتا ہے اور دانتوں کی بیماریوں کو دور کرتا ہے اگر ہلتے بھی ہونگے تو مضبوط ہوجاوینگے ۔ نہایت ارزاں ۔ قیمت فی بکس جو کم سے کم بیس دفعہ کے لئے کافی ہوگا علاوہ محصولڈاک ایک روپیہ (عـہ) ۔ درجن بکس دس روپیہ اور تین بکس کے خریدار کو محصولڈاک معاف ۔ نمونہ ایک آنہ کا ٹکٹ آنے پر مفت روانہ ہوتا ہے ۔ کمیشن ایجنٹوں کی ضرورت ہے خط و کتابت سے فیصلہ کریں +

ملنے کا پتہ :۔ کارخانہ الخضاب امرتسر